العصر اسلامک ریسرچ جرنل

AL-ASR Islamic Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan

E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786

Vol.02, Issue 04 (October-December) 2022

HEC Category "Y"

https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic: شیخ احمد سرہندی ؒبحیثیت سیرت نگار: "اثبات النبوۃ" کا خصوصی مطالعہ

English: **Sheikh Ahmad Sarhandi As A Biographer: A study in the Light of "Isbat u Nabuwwat"**

Author Detail

1. Abdul Qayyum

Assistant Professor, Department of Islamic Studies

Govt. Graduate College, Chishtian

Email: qayyum.ctn@gmail.com

2. Muhammad Zahid Zaheer Iqbal

Lecturer, Department of Hadith

The Islamia University of Bahawalpur

Email: zahid.zaheer@iub.edu.pk

3. Hafiz Usama Munir

P.hd Scholar, Department Of Quranic Studies

The Islamia University of Bahawalpur

Email: usamamunir622@gmail.com

How to cite:

Abdul Qayyum, Muhammad Zahid Zaheer Iqbal, and Hafiz Usama Munir. 2022. "The شیخ احمد سرہندی ؒبحیثیت سیرت نگار: 'اثبات النبوۃ' کا خصوصی مطالعہ: Sheikh Ahmad Sarhandi As A Biographer: A Study in the Light of 'Isbat U Nabuwwat'". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (4). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/66.

Copyright Notice:

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

شیخ احمد سرہندیؒ بحیثیت سیرت نگار: "اثبات النبوۃ" کا خصوصی مطالعہ

Sheikh Ahmad Sarhandi As A Biographer: A study in the Light of "Isbat u Nabuwwat"

Abdul Qayyum
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Govt. Graduate College, Chishtian
Email: qayyum.ctn@gmail.com
Muhammad Zahid Zaheer Iqbal
Lecturer, Department of Hadith
The Islamia University of Bahawalpur
Email: zahid.zaheer@iub.edu.pk
Hafiz Usama Munir
P.hd Scholar, Department Of Quranic Studies
The Islamia University of Bahawalpur
Email: usamamunir622@gmail.com

Abstract

Sheikh Ahmad Sarhandi was a well known and esteemed Muslim scholar. He provided his commendable services for the betterment and well being of the Muslims in sub continent. Faith and practice systems have the highest status in Islam. The Muslims of sub continent suffered from various doubts and skepticism about basic Islamic faith system in the era of Mughal emperor Akbar. One of the most condemnable practices of that time was the partial or full denial of the prophethood directly or indirectly. Many doubts were created and spread about Islamic practices, faith system and the prophethood of Muhammad (S.A.W.). Sheikh Ahmad Sarhandi came up as a defender and savior of Islam at that time. He wrote several books, magazines and delivered speeches to counter all the prevailing negative practices. He wrote a book titled "Isbat u Nabuwwat" to answer all the objections regarding the prophethood, miracles and basic Islamic faith system. It has included him in the list of the biographers of Muhammad (S.A.W.). It is due to his rendered services for Islam that he is titled as "the reviver of Islam" and Muslims have words of admiration for his services.

Keywords: Sheikh Ahmad Sarhandi, Biographer, Isbat u Nabuwwat, Faith system, Reviver

برصغیر پاک وہند کی دینی شخصیات کا تذکرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ آپ بیک وقت شریعت و طریقت، سنت و معرفت میں بے مثال مقام رکھتے ہیں۔ تجدید احیاء دین کے میدان میں آپ کو غیر عرب اولین مجدد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپؒ کے تفصیلی احوال و آثار درج ذیل ہیں۔

ولادت:

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ شبِ جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۵۶۴ء شہر سرہند میں پیدا ہوئے[1]۔

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ لقب بدر الدین اور کنیت ابو البرکات تھی۔ آپ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔

آپ کا سلسلہ نسب ۳۱ واسطوں سے امیر المومنین فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے ملتا ہے۔ شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے فاروقی النسب ہونے کی خود صراحت فرمائی ہے۔ رسالہ ردِ روافض میں خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔

"علمائے اہلسنت کا خادم احمد بن عبد الاحد العمری الفاروقی بروئے نسب"[2]

تعلیم:

تعلیم کی ابتداء حفظِ قرآن مجید سے ہوئی اور تھوڑی مدت میں آپ نے اس کی تکمیل کر لی، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مخدوم عبد الاحد سے حاصل کی۔ پھر اپنے عہد کے علمائے کبار سے علم حاصل کیا۔[3]

سیالکوٹ میں علامہ کمال الدین کشمیری سے عضدی (علم العقائد پر عبد الرحمٰن بن رکن الدین متوفی ۷۵۶ ھجری کی کتاب جس کا نام الکواشف فی شرح المواقف ہے) اور اس قسم کی مشکل کتابیں پڑھیں۔ حدیث میں آپ کے مشہور استاد شیخ یعقوب صرفی کشمیری تھے۔ قاضی بہلول بدخشی سے آپ نے درج ذیل کتب پڑھیں۔

۱۔ تفسیر واحدی مع دیگر مولفات واحدی مثلاً تفسیر بسیط و وسیط و اسباب نزول

۲۔ تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات بیضاوی مثلاً منہاج الوصول و غایت القصویٰ

۳۔ صحیح بخاری اور دیگر مولفات امام بخاری مثلاً ثلاثیات، الادب المفرد، افعال العباد و تاریخ وغیرہ

۴۔ مشکوۃ المصابیح

۵۔ شمائل ترمذی

۶۔ جامع صغیر سیوطی

7۔ قصیدہ بردہ[4]

درس و تدریس:

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ ۹۸۸ھ / ۱۵۸۰ء کے لگ بھگ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو والد ماجد کے پاس ہی درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ رات دن درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس زمانہ میں آگرہ (اکبر آباد) سرزمین ہندوستان کا دارالسلطنت تھا۔ اس لیے مختلف علوم و فنون کے علماء و فضلاء کا وھاں پر اجتماع رہتا۔ حضرت مجددؒ وہاں بائیس / تیئیس سال کی عمر میں ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء میں تشریف لے گئے تو اس چشمہ فیض سے سیراب ہونے کے لیے تشنگانِ علم ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ آپ کے علمی کمال کو دیکھ کر بڑے بڑے علماء حیران و ششدر رہ گئے۔ عوام و خواص، مشائخ، علماء و فضلاء گروہ در گروہ آپ کے درس میں شریک ہونے لگے۔ اکبر آباد میں آپ کی ملاقات ابو الفضل اور فیضی سے ہوئی یہ دونوں بھائی آپ کا بہت احترام کرتے اور آپ کی غیر معمولی قابلیت اور ذہانت و ذکاوت سے بہت متاثر ہوئے۔ [5]

اس ملاقات اور میل جول سے آپ کو ان کی ذہنی سوچ و فکر کو قریب سے جاننے اور سمجھنے کا موقع ملا۔ اس طرح آپ نے اس زمانے کے اصل فتنوں کے مبدا و منشا کا پتا چلایا۔ آگرہ میں قیام کا یہ بھی فائدہ ہوا کہ حضرت مجددؒ کے علم و فضل کا سکہ عوام و خواص کے علاوہ اراکین سلطنت کے دلوں پر بھی بیٹھتا چلا گیا اور آپ حد درجہ مقبول ہوگئے۔

آگرہ سے واپسی اور نکاح:

آگرہ میں طویل قیام کے دوران آپ کے والد ماجد، باوجود کبر سنی اور بعد مسافت کے سرہند تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد رحمۃاللہ علیہ نے آپ کے ساتھ ہی سرہند واپسی فرمائی۔ دہلی و سرہند کے درمیان واقع شہر تھانیسر سے آپ کا گزر ہوا تو وھاں کے رئیس شیخ حاجی سلطان نے خواب میں نبی کریم ﷺ کے اشارے پر اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت مجددؒ سے کر دی۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ دو تین مرتبہ پھر آگرہ تشریف لے گئے۔ [6]

قلعہ گوالیار میں قید:

1014ھ / 1605ء میں جلال الدین اکبر کے انتقال کے بعد نورالدین جہانگیر تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ جہانگیر نے شیخ سرہندیؒ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ آپ اپنے پانچ مریدوں کے ہمراہ روانہ ہوئے بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر امراء کو آپ کے استقبال کے لیے بھیجا۔ آپ دربار میں تشریف لائے تو آدابِ شاہی جو خلافِ شرع تھے۔ آپ نے ادا نہیں کیے۔ ایک درباری نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ شیخ سرہندیؒ نے آداب سلطنت کی رعایت نہیں رکھی اور آپ کو سجدہ نہیں کیا۔ بادشاہ نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آج تک اللہ اور

رسول کے بتائے ہوئے آداب واحکام کی پابندی کی ہے۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا کہ مجھے سجدہ کرو۔[7] (یہ درباری سجدہ اکبر کے زمانہ سے رائج تھا اور شاہی آداب میں شامل تھا اورنگ زیب نے اس کو ختم کیا)۔ شیخ سرہندیؒ کے اس فعل سے متعلق میاں جمیل احمد لکھتے ہیں۔

"شیخ احمد سرہندی کو جہانگیر کا رعب و دبدبہ مرعوب نہ کر سکا آپ کی دینی حمیت اور غیرت جوش میں آئی اور آپ نے کہا اے جہانگیر! یہ کھلی ہوئی گمراہی ہے کہ میں اپنے جیسے ایک مجبور انسان کو قابل سجدہ سمجھوں جب کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کے سامنے سجدہ جائز نہیں۔"[8]

جہانگیر کو شیخ صاحب کی یہ جرات اور بے باکی پسند نہ آئی اور آپ سے ناراض ہو کر گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا، آپ کی گرفتاری اور قید سے متعلق جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے "مجھے بتایا گیا کہ شیخ سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں ایسی باتیں تحریر کی ہیں جو کفر تک پہنچتی ہیں۔ میں نے اسے دربار میں حاضر کر کے پوچھا تو وہ اس کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ بے وقوف اور کم عقل ہونے کے ساتھ مغرور اور خود پسند معلوم ہوا۔ میں نے اس کی دماغی اصلاح کے لیے اسے گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔"[9]

معاملہ صرف قید و بند تک ہی نہ رکا بلکہ جائیداد بھی ضبط کر لی گئی اور انہیں اور ان کے خاندان کو حویلی، سرائے، کنواں، باغ اور کتابوں سے بھی محروم کر دیا گیا لیکن شیخ سرہندیؒ کی جرات اور حق گوئی میں کوئی فرق نہ آیا۔

وصال:

آپ نے ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ /1624ء بروز منگل صبح کے وقت جانِ عزیز، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

شیخ احمد سرہندیؒ کی تصانیف:

شیخ احمد سرہندیؒ کی تصنیفات اسلام کے احیاء اور اس کی سربلندی کے لیے ایک علمی اور تجدیدی کارنامہ ہیں۔ آپ نے اپنی قوت تحریر سے کفر و شرک والحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور عہد اکبری کی بے دینی میں مبتلا انسانیت کو گمراہی سے نکال کر ابدی ہدایت کے راستے پر گامزن کیا اور اپنے عہد میں پیش آئے فکری مسائل کا حل پیش کیا۔ شیخ مجدد کی تصانیف کا تعارف درج ذیل ہے۔

1۔ مکتوبات امام ربانی:۔

شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنی زندگی میں جو خطوط لکھے۔ ان میں کچھ مکتوبات اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ کو لکھے اور ان سے راہنمائی طلب کی۔ زیادہ تر خطوط اپنے چاہنے والوں کو اصلاحی نقطہ نظر سے لکھے۔ بادشاہ وقت کی اصلاح اور نظام

سلطنت کی درستی کے لیے اپنے عقیدت مند ارکان سلطنت کو بھی خطوط لکھ کر ترغیب دی اور نبی کریم ﷺ کی اس سنت کو زندہ کیا جس میں آپ ﷺ نے اپنے دور کے بادشاہوں کے نام خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی اور مکتوبات کو اپنے پیغام کی نشرواشاعت کا ذریعہ بنایا۔ یہ مکتوبات تین جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ کل مکتوبات 536 ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے یہ مکتوبات اپنے دور کے پس منظر میں اپنی اہمیت و افادیت اور اثر انگیزی کے حوالے سے اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ انہیں حضرت مجددؒ کا جہاد بالقلم قرار دیا جائے تو بے جانہ ہو گا۔

2۔ رسالہ ردِ روافض:

اس رسالے میں شیعہ عقائد کا بیان اور ان کی تاویلات کا تذکرہ، علماء ماوراء النہر کی دلیل اور شیعہ کی جانب سے اس کا جواب، اجتہادی امور میں صحابہ کا اختلاف، خلفاء راشدین کے فضائل اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا راضی ہونا وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔

رسالہ تہلیلیہ:

یہ عربی زبان میں کلمہ طیبہ سے متعلق تحقیقات پر مشتمل ایک علمی اور تحقیقی نوعیت کا رسالہ ہے جو 1010ھ میں لکھا گیا۔ یہ وہ پُر آشوب دور تھا جب دین اکبری کا فتنہ کلمہ طیبہ سے جزو رسالت حذف کر کے محمد رسول اللہ کی جگہ (نعوذ باللہ) اکبر خلیفۃ اللہ کو دے رہا تھا۔ انہی حالات کے پیش نظر حضرت مجددؒ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔[10]

رسالہ معارف لدنیہ:

اس رسالہ کا دوسرا نام "عُلُوم اِلھَامِیَّہ" بھی ہے یہ فارسی زبان میں صوفیہ مسائل سے متعلق ہے۔ معرفتِ الٰہی کے مختلف پہلوؤں کا بیان ہے۔ شریعت اور طریقت کی ہم آہنگی پر زور دیا گیا ہے اور ان صوفیہ کی مذمت کی گئی ہے جو خلافِ شریعت باتیں کرتے ہیں۔

رسالہ مبداء و معاد:

یہ فارسی زبان میں 61 مضامین پر مشتمل رسالہ ہے۔ حضرت مجددؒ کے علوم و معارف پر مشتمل ہے جسے خواجہ محمد صدیق بدخشی نے 1019ھ میں مدون فرمایا۔ اس رسالے میں مختلف صوفیانہ مباحث کا تذکرہ ہے۔

شرح رباعیات:

حضرت خواجہ باقی باللہ نے شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے سلسلہ میں نثر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نظم و اشعار میں بھی بہت سے اسرار ورموز بیان فرمائے ہیں۔ اس رسالہ میں حضرت مجددؒ باقی باللہ نے اپنی دو رباعیوں کی

شرح خود تحریر فرمائی تھی۔ پھر اس شرح کی مزید تشریح حضرت مجدد الف ثانیؒ نے 1013ھ میں تحریر فرمائی۔ یہ رسالہ ان دو رباعیوں کی شرح الشرح کا مجموعہ ہے۔[11]

مکاشفاتِ عینیہ:

یہ مجموعہ حضرت مجددؒ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جو بعض خلفاء حضرات نے محفوظ کر لیے تھے۔ حضرت مجددؒ کے وصال کے بعد مولانا محمد ہاشم کشمیؒ نے 1051ھ میں مرتب فرمایا۔[12]

اثبات النبوۃ

یہ رسالہ عربی زبان میں آپ کی سب سے قدیم تصنیف ہے۔ اس کا دوسرا نام "تحقیق النبوۃ" ہے۔ یہ چوالیس صفحات پر مشتمل رسالہ 990ھ میں لکھا گیا۔ اس رسالہ میں اِثبات نبوت پر نہایت جامع اور علمی مباحث ہیں کیونکہ اس وقت (عہدِ اکبری) اکبر نے اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے لیے جو دین تشکیل دیا۔ وہ وحی کو مشکوک بنانا، مسئلہ نبوت و رسالت میں شکوک و شبہات پیدا کرنا، نبوت کی ضرورت و اہمیت سے انکار کرنا، نبی کریم ﷺ کا نام مبارک دربار شاہی میں زبان پر لانا ممنوع قرار دینا، معجزات کا تمسخر اڑانا یعنی نبوت و رسالت اور متعلقات نبوت دین اکبری کا ہدف تھے۔ اکبر اور اس کے گرد اکٹھے ہونے والے درباریوں کا مقصد مقام نبوت محمدی ﷺ کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کرنا تھا۔ عہدِ اکبری کی تمام باطل قوتوں کا مرکزی نقطہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ پر اعتراضات اٹھانا تھا چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ امت مسلمہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی ذات ہی اسلامی فکر و فلسفہ کی بنیاد ہے۔

ان حالات کے پیشِ نظر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے معنی نبوت کی تحقیق، منکرین نبوت کے اعتراضات کے جوابات، معجزہ کے معنی اور اس کی شرائط، مقام نبوت، اثباتِ نبوت خاتم الانبیاء ﷺ جیسے اہم مضامین پر مشتمل رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ جس میں دو بحثیں ہیں۔ ایک نبوت کے معنی کی تحقیق میں دوسری معجزہ کے بارے میں۔ اس کے بعد دو فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں بعثت اور نبوت کی حقیقت اور اس کی ضرورت، دوسری فصل میں خاتم الانبیاء کی نبوت کے اثبات پر ہے۔

شیخ محمد اکرام اس رسالہ سے متعلق لکھتے ہیں:۔

"اثبات النبوت ایک اہم مسئلے (نبوت اور متعلقات نبوت) کا ایک نہایت بلند پایہ تجزیہ ہے، اس میں ایک لفظ ایسا نہیں جو نہایت اونچے درجے کی علمی ثقاہت و متانت کے خلاف ہو یا جس سے مخالفین کے ساتھ خوش اخلاقی میں ذرہ بھر کمی محسوس ہو۔ ان کا نقطہ نظر بڑی احتیاط اور بڑے انصاف سے پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ نفسِ مضمون ایسا تھا،

جس کے متعلق مصنف کے احساسات شدید تھے لیکن انہوں نے کہیں اپنے جذبات کو غالب نہیں آنے دیا اور نہایت بلند علمی اور فکری سطح بر قرار رکھی ہے۔ رسالے کی تصنیف کے محرکات مقامی اور معاصرانہ تھے لیکن تمہیدی عبارت کے سوا اس میں فقط انہی امور سے بحث ہے، جو اصولی اور دوامی ہیں"۔[13]

سید ابو الحسن علی ندوی حضرت مجدد کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "حضرت مجددؒ کی تجدید کا اصل سرچشمہ جس سے ان کی تمام انقلابی و اصلاحی کاموں کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بن کر سارے عالم اسلام میں رواں دواں ہو جاتے ہیں وہ نبوتِ محمدی ﷺ اور اس کی ابدیت و ضرورت پر امت میں اعتقاد و اعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا وہ تجدیدی و انقلابی کارنامہ ہے جو ان سے پہلے اس تفصیل و وضاحت و قوت کے ساتھ ہمارے علم میں کسی مجدد نے انجام نہیں دیا"۔[14]

گویا کہ حضرت مجددؒ کے تجدیدی کارناموں کا اصل سرچشمہ یہ ہے کہ انہوں نے حالات کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس دور کی اعتقادی و عملی خرابیوں کا تجزیہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ وقت کی ضرورت نبوت اور متعلقات نبوت کی عظمت و اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔

اثبات النبوۃ کا سبب تالیف

شیخ احمد سرہندیؒ اثبات النبوۃ کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جب میں نے اس زمانے میں اصل نبوت، ثبوت نبوت اور پھر شخص معین کے لیے تحقق نبوت مزید بر آں مشروعات نبوت پر عمل کے بارہ میں لوگوں کے اعتقاد میں فتور پڑتے دیکھا۔ حتیٰ کہ بعض متغلبین زمانہ نے بہت سے علماءِ راسخین کو اتباعِ شریعت کاملہ اور اطاعت رسل عظام علیہم السلام پر جزمِ صادق کی بناء پر طرح طرح کی تکالیف دیں۔ بہت سے علماء راسخین شہید کر دیئے گئے اور نوبت اس حد تک جا پہنچی کہ اس کی مجلس میں خاتم الانبیاء ﷺ کا اسم گرامی لینا چھوڑ دیا گیا اور جو آپ ﷺ کے ہم نام تھے۔ انہوں نے اپنے نام تبدیل کر لیے۔ اسلام کے شعائر و اعلام کو باطل قرار دیا۔ رسومِ کفار اور ان کے باطل دینوں کی ترویج کی۔ یہاں تک کہ آثار اسلام کو مٹانے کے لیے کفارِ ہند کے احکام ہندی زبان سے فارسی زبان میں منتقل کرائے گئے۔ نیز میں نے فرداً فرداً لوگوں کے عقائد کی تلاش و جستجو کی۔ ان کے شکوک و شبہات دریافت کئے۔ ان کے دلی راز اور اعتقادات سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ ان کے فُتورِ عقائد اور ضُعفِ ایمان کا سبب زمانہ نبوت کی دوری اور حکماء ہند کی کتابوں میں غور و خوض ہے"۔[15]

الغرض حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ نے مقامِ نبوت اور اثباتِ نبوت کو بیان کرنا اور مسئلہ نبوت کے حوالے سے فکری مغالطوں کو دور کرنا اپنے ذمے واجب کر لیا۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ "یہ بات میرے قلب وسینہ میں راسخ ہو گئی کہ میں تحریر و تقریر کے ذریعے ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کروں، کیونکہ اسے میں اپنے ذمے حق واجب اور قرض لازم جانتا ہوں جو کہ ادا کیے بغیر ساقط نہیں ہو سکتا"۔[16]

اثبات النبوۃ کے ماخذ:

حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ نے اثبات نبوت کے حوالے سے امام غزالیؒ اور امام رازیؒ کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔

امام غزالیؒ (م505ھ):

آپ کا نام محمد بن الغزالی اور ابو حامد کنیت ہے اور زین الدین لقب تھا، مشہور تصانیف احیاء العلوم، تحافۃ الفلاسفہ، کیمیائے سعادت، مکاشفۃ القلوب اور المنقذ من الضلال ہیں۔ "المنقذ من الضلال" آپ کے تجربات اور فکری سفر کی داستان ہے جس کے ایک باب " حقیقت نبوت" میں آپ نے عقل کا عاجز ہونا، نبوت پر یقین اور خصائص نبوت کو بیان کیا ہے۔ حضرت مجددؒ نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ (م606ھ)

حضرت مجددؒ نے اِثباتُ النبوۃ میں امام فخر الدین رازی (☆) اور ان کی تالیف " اَلمَطالِبِ العَالِیَۃِ مِنَ العِلمِ الاِلٰھی" کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کتاب کے آٹھویں جز "جو حقیقت نبوت سے متعلق ہے" سے استفادہ کیا ہے چنانچہ اِثبات النبوۃ میں امام غزالیؒ (م 505ھ)، امام فخر الدین رازیؒ (م606ھ) اور حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ (م1034ھ) کے نبوت اور متعلقات نبوت سے متعلق افکار سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

اِثباتُ النبوۃ کے اہم مضامین:

نبوت کا معنی و مفہوم:

نبوت تمام الہامی مذاہب کے بنیادی عقائد میں سے ہے اور اس پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرائط میں سے ہے۔ نبی "نَبَأ" سے ماخوذ ہے جس کے لفظی معنی "خبر" کے ہیں۔ نبوت کے معنی راستے اور طریق کے بھی ہیں اور انبیاء کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کا راستہ ہیں۔[17]

نبی کا ایک معنی یہ بھی ہے۔ المخبر عن اللہ، المنبیٔ عن اللہ۔[18]

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ باتوں کو لوگوں تک پہنچانے والا۔"

علامہ راغب اصفہانیؒ (م502ھ) لکھتے ہیں:

"النَّبِی هُوَ مِنَ النُّبُوَّ ةِ،اَي الرَّفعَةِ و سُمِّی نَبِياً لِرِفعَتِهٖ مَحلّہ عَن سَائِرِالنَّاسِ"

"نبی نبوت سے نکلاہے جس کا مطلب ہے بلندی اور رفعت، نبی کو اس لیے نبی کہا جاتا ہے کہ وہ تمام انسانوں میں معزز اور بلند مرتبہ ہوتا ہے۔"[19]

قاضی محمد عبداللہ ابن عربیؒ (م543ھ) نبوت کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سِفَارَةُ بَيَن اللهِ وَ بَينَ ذَوِی العُقُولِ مِن عِبَادِهٖ لِاِزَاحَةِ عِلّتِهِم فِی اَمرِ مَعَادِهِم وَ مَعَاشِهِم"[20]

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ متکلمین کے نزدیک نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان النبی عند المتکلمین من قال لہ اللہ ارسلتک الی قوم کذا ا والی کافۃ الناس او بلغھم عنی او نحوہ من الالفاظ المفیدة لهذا المعنی کبعثتک الیھم و نبھم"[21]

"متکلمین کے نزدیک نبی وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ فرمائے کہ میں نے تجھے فلاں قوم یا تمام لوگوں کی طرف بھیجا۔ یا فرمائے کہ میری طرف سے احکام پہنچادو یا اس طرح کے دیگر الفاظ جو کہ اس معنی پر دلالت کرتے ہوں مثلاً میں نے تجھے فلاں کی طرف مبعوث کیا تم ان کو خبر دے دو"۔ آپ نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ نبوت عطیہ خداوندی ہے وہ کوئی کسبی چیز نہیں، وہ محض اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ خود لکھتے ہیں:

"نبوت استعداد ذاتی کے ساتھ مشروط نہیں ہے جیسا کہ حکماء کا گمان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص فرمادے وہ خوب جانتا ہے کہ جہاں اس نے رسالت عطا کرنی ہے کیونکہ وہ قادر ومختار ہے جیسا چاہے اور جو چاہے اختیار کرتا ہے۔"[22]

حضرت مجددؒ کا یہ موقف آیاتِ قرآنیہ کے عین مطابق ہے اللہ تعالیٰ اس منصبِ عظیم کے لیے جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ" [23]

"اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اپنی نبوت کا تاج کس کے سر پر رکھے"۔

نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آپ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

"نبوت سے مراد وہ قربِ الٰہی ہے جس میں ظلیت کی آمیزش نہیں ہے اور اس کا عروج حق تعالیٰ کی طرف میلان رکھتا ہے اور اس کا نزول خلق کی طرف۔ یہ قرب بالاصالت انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نصیب ہے اور یہ منصب انہی کے ساتھ مخصوص ہے"۔[24]

معجزہ:

حضرت مجددؒ نے اثبات النبوت میں معجزہ کی تعریف اور شرائط سے بحث کی ہے اس پر تبصرہ سے قبل معجزہ کا مفہوم اور تعریف سے متعلق دیگر اہلِ علم کی آراء پیش کی جاتی ہیں۔ قاضی عیاض مالکیؒ (م544ھ) کتاب الشفاء میں معجزے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جو کچھ انبیاء لے کر آتے ہیں اسے ہم نے معجزے کا نام اس لیے دیا ہے کہ مخلوق اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتی ہے"۔[25]

علامہ تفتازانیؒ (م793ھ) معجزہ کی تعریف یوں کرتے ہیں:۔

"المعجزہ ھی امر یظاھر بخلاف العادۃ علیٰ ید مدعی النبوۃ عند تحدی المنکرین علیٰ وجہ یعجز المنکرین عن الاتیان بمثلہ"[26]

"معجزہ وہ امر ہے جو خلافِ معمول اور عادت جاریہ کے خلاف مدعی نبوت کے ہاتھ پر بطور چیلنج ایسے وقت میں ظاہر ہو کہ جب وہ منکرین کو اس کی مثل لانے کا چیلنج دے اور وہ نہ لاسکیں۔"

امام قسطلانیؒ (م923ھ) اپنی کتاب "المواھب اللدنیہ" میں معجزہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"معجزہ ایک ایسا خلاف عادت کام ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ چیلنج متصل ہوتا ہے اور یہ انبیاء کرام کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔[27]

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م1052ھ) معجزہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"معجزہ خرق عادت کو کہتے ہیں جو مدعی رسالت و نبوت کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے۔"[28]

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اثبات النبوۃ میں معجزہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"ہمارے نزدیک معجزہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے مدعی رسالت اپنے دعویٰ کا اظہار کرے۔"[29]

حضرت مجددؒ معجزہ سے متعلق متکلمین کا اسلوب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"متکلمین نبی کے لیے معجزہ شرط قرار دیتے ہیں اور اسے نبی کے ایسے خواص سے مانتے ہیں جس کی بناء پر نبی، غیر نبی سے ممتاز ہوجاتا ہے۔ اس لیے کہ معجزہ متکلمین کے نزدیک نبی کے علم کے لیے شرط ہے نہ کہ نبی ہونے کے لیے اور (معجزے کی بنیاد پر) امتیاز سے مراد امتیاز علمی ہے نہ کہ امتیاز ذاتی"۔[30]

اہلِ علم کی درج بالا تعریفات سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ معجزہ میں چیلنج اور مقابلہ کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مجددؒ بھی جمہور کا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

معجزہ کے لیے مقابلہ کی تصریح اگرچہ جمہور کے نزدیک شرط نہیں لیکن ضمناً معجزہ میں مقابلہ کا ہونا جو کہ قرائن و احوال سے سمجھا جاتا ہے بالاتفاق ضروری ہے اس مقابلہ کے بغیر معجزہ متصور ہی نہیں ہو سکتا۔"[31]

حضرت مجددؒ نے معجزہ کی سات شرائط بیان کی ہیں:۔

1۔ معجزہ فعل الٰہی ہو کیونکہ مصدق (تصدیق کنندہ) اللہ تعالیٰ ہے۔

2۔ معجزہ عادت کے خلاف ہو اس لیے کہ فعل معتاد صدق دعویٰ پر دلیل نہیں بن سکتا جیسا کہ ہر روز سورج کا طلوع ہونا اور موسم ربیع میں پھولوں کا اپنی رعنایاں اور شادابیاں دکھانا۔

3۔ معجزہ کا مقابلہ نہ کیا جا سکے کیونکہ یہی حقیقت اعجاز ہے۔

4۔ معجزہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو تا کہ اس کی تصدیق کی جا سکے۔

5۔ معجزہ دعویٰ کے مطابق ہو مثلاً مدعی نبوت کہے کہ مردوں کو زندہ کرنا میرا معجزہ ہے اور وہ احیاء موتی کی بجائے کوئی دوسرا خارق عادت فعل ظاہر کر دے مثلاً پہاڑ اکھاڑ ڈالے تو یہ اس کے صدق دعویٰ کی دلیل نہیں بنے گا اس لیے کہ یہ کام تصدیق الٰہی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

6۔ مدعی نبوت کا دعویٰ ایسا نہ ہو کہ وہ جو دعویٰ کرے اور معجزہ ظاہر ہو کر اس کی تکذیب کر دے۔ مثلاً دعویٰ ہو کہ یہ گوہ کلام کرے گی اور گوہ بول کر کہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے تو اس سے صدق معلوم نہیں ہو گا بلکہ اس کے کذب کا اعتقاد پختہ ہو گا کیونکہ خود خارق عادت فعل اس کی تکذیب کر رہا ہے۔

7۔ معجزہ قبل از دعویٰ نہ ہو کیونکہ دعویٰ سے پہلے تصدیق غیر معقول ہے لیکن حضرت عیسیٰؑ کا بچپن میں کلام فرمانا، کھجور کے خشک تنے کا تر و تازہ پھل آور بن کر کھجوریں گرانا، حضور اقدس ﷺ کا سینہ شق ہونا، قلب مطہر کا غسل اور پتھروں کا سلام وغیرہ افعال، خارق عادت جو کہ دعویٰ نبوت سے پہلے ظاہر ہوئے وہ معجزات میں شامل نہیں بلکہ انہیں "ارہاص" (اعلانِ نبوت کی بنیاد) کہا جاتا ہے۔[32]

نبوت کے مقابلے میں عقل کا عاجز ہونا:

اللہ تعالیٰ نے حصولِ علم کے کچھ ذرائع عطا فرمائے ہیں ہر ذریعہ علم کا اپنا ایک خاص دائرہ کار ہے اس سے آگے وہ نفع مند نہیں ہو سکتا۔ حواس خمسہ کے ذریعے انسان علم حاصل کرتا ہے لیکن جب تک چیزیں براہِ راست مشاہدہ کی گرفت میں ہوتی ہیں یہ ذریعہ علم عطا کرتا ہے اور جب مشاہدہ میں نہ ہوں اس ذریعہ علم کی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور ذریعہ علم "عقل" عطا فرمائی ہے لیکن حواس کی طرح عقل کا دائرہ کار بھی

محدود ہے۔ جس جگہ اس کی پرواز ختم ہوتی ہے وہاں وحی الٰہی اور نبوت و رسالت انسان کی مکمل راہنمائی کرتی ہے۔
حضرت مجددؒ انبیاء کی تعلیمات کے مقابلے میں عقل کے عاجز ہونے کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔ آپ اسی مکتوب میں عقل کے ناقص ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"عقل اس اعلیٰ دولت (توحید و رسالت) کے اثبات میں ناقص ہے جب انبیاء علیہم السلام نے متواتر مخلوقات کو خدا کی طرف دعوت دی تو ہر زمانہ کے کم عقل لوگ جو صانع کے ثبوت میں تردد رکھتے تھے۔ اپنی برائی (بداعتقادی) پر مطلع ہو کر بے اختیار صانع حقیقی کے وجود کے قائل ہو گئے اور تمام اشیاء کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ یہ وہ نور ہے (یعنی وجودِ صانع کا قائل ہونا) جو انبیاء علیہم السلام کے انوار سے حاصل ہوا ہے۔

اسی طرح سُنی ہوئی تمام باتیں جو انبیاء کی تبلیغ سے ہم تک پہنچی ہیں یعنی حق تعالیٰ کی صفات کمال کا وجود، انبیاء کی بعثت، فرشتوں کی عصمت، حشر نشر، بہشت و دوزخ اور ان کا دائمی رنج وراحت وغیرہ جو شریعت نے بیان کی ہیں عقل ان کے ادراک سے قاصر ہے اور انبیاء سے سنے بغیر ان کے اثبات میں عقل ناقص اور غیر مستقل ہے۔"[33]

آپ نور نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"نبوت ایک ایسا نور ہے جس کے ذریعے ایسی روشن آنکھ بیدار ہوتی ہے کہ آدمی کے لیے اس آنکھ کے نور سے غیب اور ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں کہ عقل ان کا ادراک نہیں کر سکتی"۔[34]

عقلی طور پر احوال کی معرفت حاصل کر لینے کے باوجود انبیاء کی بعثت اور انکی تعلیمات سے استغناء کی گنجائش نہیں۔ امام ربانیؒ لکھتے ہیں:۔

"عقل کے غور و فکر سے احوال و افعال کی معرفت ممکن ہونے کے باوجود نبی مبعوث سے استغناء روا نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی ایسے امور جانتا ہے جو خدا کے بتائے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے۔"[35]

حضرت مجددؒ کے نزدیک عقل انسان کی مکمل راہنمائی کرنے، خالق حقیقی کی صحیح معرفت حاصل کرنے اور قطعی الثبوت حقائق کے ادراک سے عاجز ہے اور اس کے ذریعے حاصل کیے ہوئے نتائج شک وشبہ سے مبرّا نہیں کیونکہ یہ عقل کا دائرہ کار نہیں ہے۔ نبوت و رسالت ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن کے ذریعے انسان اپنے خالق حقیقی کی معرفت حاصل کر کے دنیا و آخرت کے نفع کو حاصل کر سکتا ہے۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا اثبات:

نبی کریم ﷺ کی نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے امام الانبیاء، خاتم الرسل جن کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی اور عالمگیر رسالت سے سرفراز فرمایا اور جنہیں ابدی و عالمگیر شریعت، محفوظ و زندہ کتاب اور دائمی قیادت و امامت عطا کی گئی، کی نبوت و رسالت کا اثبات ایک ایسی حقیقت ہے جس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ لیکن جس طرح وجود باری تعالیٰ کے بدیہی ہونے کے باوجود اہلِ علم اس پر مختلف دلائل دیتے ہیں ایسے ہی حضرت مجددؒ نے نبوتِ محمدی کے اثبات پر دلائل دیئے ہیں اور اثبات النبوۃ میں ان دلائل کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

آپ کے دلائل کا خلاصہ درج ذیل نکات ہیں:۔

1۔ نبی کریم ﷺ کا دعویٰ نبوت تواتر سے ثابت ہے۔

2۔ آپ ﷺ سے معجزات کا ظہور ہوا اور قرآن مجید سب سے بڑا معجزہ ہے۔

3۔ دعویٰ نبوت سے قبل اور بعد آپ ﷺ کے اخلاقِ عظیمہ

حضرت مجددؒ اس کی تفصیل میں خود فرماتے ہیں:۔

علماء نے آپ کی نبوت کی جو وجوہات بیان کی ہیں ان میں پہلی وجہ دعویٰ نبوت ہے جو ایسا متواتر ہے کہ اس تواتر کے ساتھ مشاہدہ و معائنہ بھی لاحق ہے اس لیے اس کے انکار کی گنجائش نہیں اور دوسری چیز معجزہ قرآن حکیم و دیگر امور ہیں۔ لیکن قرآن حکیم اس طرح معجزہ ہے کہ آپ نے اس کے مقابلہ کی دعوت دی اور کوئی شخص معارضہ نہ کر سکا تو یہ معجز (عاجز کر دینے والا) قرار پایا اور مقابلہ کی دعوت متواتر ہے اس میں شبہ کی گنجائش تک نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر ہے۔

1۔فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ [36]

"پس وہ اس جیسی ایک بات تو لے آئیں۔"

2۔فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ [37]

"تم بھی لے آؤ ایسی دس سورتیں بنا کر"

3۔فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ [38]

"پس اس جیسی ایک سورۃ ہی لے آؤ"

اور جب آپ ﷺ نے مقابلہ کیا اور اس کی مثل لانے کی دعوت دی تو عرب العرباء کے فصحاء و بلغاء بطحا کے پتھروں سے زائد ہونے، آپ ﷺ کے دعوٰی کے ابطال کی انتہائی زیادہ خواہش رکھنے، غایت درجہ تعصب و حمیت ، جاہلیت میں مشہور ہونے اور فخر و مباحات میں سر دھڑ کی بازی لگا دینے کے عادی ہونے کے باوجود قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورت کی مثل لانے سے بھی عاجز رہے حتیٰ کہ انہوں نے حروف کے ساتھ مقابلہ کی بجائے تلواروں سے مقابلہ کو ترجیح دی۔[39]

قرآن حکیم کے علاوہ دوسرے معجزات مثلاً شق قمر، جمادات کا کلام کرنا اور آپ ﷺ کی طرف چل کر آنا، بے زبان چوپاؤں کا بزبان فصیح گفتگو کرنا، مختصر سے کھانے سے ایک جماعت کو سیر کر دینا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا، غیب کی خبریں دینا وغیرہ بے شمار امور ہیں جن کا احاطہ نا ممکن ہے۔ پس یہ معجزات اگرچہ متواتر نہیں مگر ان میں قدر مشترک یعنی ثبوت معجزہ ضرور متواتر ہے جیسا کہ شجاعت علی رضی اللہ عنہ اور جودِ حاتم متواتر ہے اور ہمیں اثبات نبوت کے لیے اس قدر کافی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی نبوت کے اثبات کا دوسرا طریقہ جسے امام غزالیؒ نے پسند فرمایا یعنی نبوت سے قبل، دعوت کے وقت، اتمام دعوت کے وقت کے احوال آپ ﷺ کے اخلاق عظیمہ اور ابطال باطل کے لیے پُر حکمت احکام و اقدامات پر استدلال کیا جائے یعنی دنیا و دین کی کسی مہم میں کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا اگر بالفرض ایک دفعہ بھی جھوٹ بولا ہوتا تو مخالفین ضرور اس کی تشہیر کرتے، اعلان نبوت سے قبل اور بعد کوئی قبیح کام نہ کرنا اور آپ ﷺ کا بہت بڑا فصیح ہونا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا اپنا ارشاد ہے:۔

اوتیتُ جوامع الکلم[40]

"مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں"۔

تبلیغ رسالت کی خاطر طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا حتیٰ کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں جس قدر مجھے اذیت دی گئی ہے کسی اور نبی کو نہیں دی گئی اس پر آپ ﷺ کا صبر کرنا اور عزیمت میں ذرہ بھر فتور واقع نہ ہونا اور پھر اعداء پر غلبہ پاکر، جانوں اور مالوں میں تصرف کے اعتبار سے بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہونے کے بعد بھی اسی سابقہ حالت پر بدستور باقی رہنا، اپنی امت پر اس قدر شفقت کہ آپ کو خطاب ہوتا ہے۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ[41]

"پس آپ کو ان پر غم کھا کھا کر اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالنی چاہیے۔"

اور مزید فرمایا فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ[42]

"کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے؟"

اور جود و عطا اس قدر کہ عتاب (محبت) ہوتا ہے۔

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ[43]

"اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے۔"

اور آپ ﷺ کا دنیا کے مال و اسباب اور اس کی ترو تازگی کی طرف کبھی بھی التفات نہ فرمانا حتیٰ کہ قریش کی طرف سے ترک دعوٰی نبوت کی صورت میں مال و متاع، بیوی و ریاست کی پیش کش کو ٹھکرا دینا، فقراء و مساکین کے ساتھ تواضع سے ملنا اور ارباب ثروت و اغنیاء سے غایت ترفع سے ملنا، جان لیوا خطرات منڈلا رہے ہوں تو بھی راہِ فرار اختیار نہ کرنا جیسا کہ غزوہ احد اور غزوہ حنین میں ہوا اور یہ آپ ﷺ کے قلب و ارادہ کی قوت کی بین دلیل ہے۔ اگر آپ ﷺ کو ارشادِ خداوندی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[44]

"اور اللہ لوگوں (کے شر) سے تمہاری نگہبانی کرے گا" کے مطابق عصمت خداوندی پر وثوق نہ ہوتا تو عادتاً ایسا ہونا ممنوع تھا اور آپ کا حال تبدیل نہ ہونا جب کہ آپ کے سبب احوال تبدیل ہو جاتے۔ جس شخص نے اس طرح کے امور کا تتبع کیا ہے وہ جانتا ہے کہ ہر ایک واقعہ اور وصف اگرچہ نبوت پر دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک شخص کا تمام لوگوں سے مزید فضل میں ممتاز ہونا نبی ہونے کی دلیل نہیں ہے لیکن ان امور کا مجموعہ قطعی طور پر انبیاء کرام علیہم السلام میں ہی پایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی ذات مقدسہ میں ان امور کا اجتماع آپ ﷺ کے نبی ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔

نبوت کے اثبات کا تیسرا طریقہ امام فخر الدین رازیؒ نے اختیار کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک ایسی قوم میں دعوٰی نبوت کیا جن میں کتاب و حکمت نہیں تھی بلکہ وہ حق سے روگردان تھے وہ یا تو بتوں کی عبادت پر معتکف تھے مثلاً مشرکین عرب یا افتراءات و اکاذیب کی ترویج پر قائم تھے جیسے یہودی یا وہ دو خدا مانتے تھے اور محارم کے ساتھ نکاح روا رکھتے تھے جیسا کہ مجوس یا اب ابن اور تثلیث کے قائل تھے جیسا کہ نصاریٰ۔ آپ ﷺ نے دعوٰی نبوت کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن کتاب اور کامل حکمت کے ساتھ بھیجا گیا ہے تاکہ میں مکارم اخلاق مکمل کر دوں اور ایمان و عمل صالح کے ذریعے سارا جہاں منور کر دوں پھر آپ ﷺ نے ایسا کر دکھایا اور وعدہ ربانی کے مطابق آپ ﷺ کا دین تمام دینوں پر غالب آ گیا اور تمام باطل دین ناپید ہو گئے۔ آفاق عالم میں توحید کے سورج اور چاند چمکنے دمکنے لگے اور نبوت کا یہی مطلب و مفہوم ہے کیونکہ نبی نفوس بشریہ کی تکمیل اور امراضِ قلبیہ جو کہ اکثر مخلوق پر غالب رہتی ہے، کا علاج کرتا ہے لہٰذا ان کو طبیب اور معالج کی ضرورت ہوتی ہے اور جب حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیمار دلوں اور دلوں کی تاریکیوں کے زوال میں دعوت اتم و اکمل تھی تو آپ ﷺ کی نبوت کا یقین کرنا فرض ہو گیا اور آپ ﷺ افضل الانبیاء والرسل ٹھہرے۔[45]

حضرت مجددؒ نبوت کے اثبات کے لیے انبیاء کے احوال کی معرفت حاصل کرنے کو ضروری قرار دیتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

"اگر تجھے کسی معین شخص کی نبوت حاصل کرنا ضروری ہے خواہ وہ مشاہدہ سے حاصل ہو یا تواتر و تسامح سے کیونکہ تمہیں طب اور فقہ کی معرفت سے اطباء وفقہاء کے احوال کے مشاہدہ کے ساتھ یا ان کے اقوال سن کر ان کا علم ہو سکتا ہے۔ پس تم امام شافعی کو فقیہہ اور جالینوس کو طبیب جاننے سے عاجز نہیں آؤ گے اور یہ معرفت بالحقیقت ہو گی نہ کہ بالتقلید بلکہ تمہیں طب اور فقہ کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوں اور تم ان کی کتب و تصانیف کا مطالعہ کرو تو ان دونوں حضرات کے حالات کا علم ضروری حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح جب تم معنی نبوت سمجھ چکے ہو تو قرآن و حدیث کا بغور مطالعہ کرو تو حضور اقدس ﷺ کا نبوت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا معلوم ہو جائے گا۔[46]

خلاصہ بحث

شیخ احمد سرہندیؒ نے نبوت محمدی اور اس کی ابدیت وضرورت کے ثبوت کا وہ تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا جو اس تفصیل کے ساتھ کسی اور نے انجام نہیں دیا شیخ سرہندیؒ نے تمام مسلمانوں کا قرآن وسنت سے تعلق قائم رکھنے کے لیے قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا۔ اور عوام الناس کو زمانے کی خرافات، بدعات اور فتنوں سے آگاہ رکھنے کی سعی کی۔ بادشاہ وقت اور اس کے وزیروں، مشیروں کو خطوط لکھ کر ان کا حریف بننے کی بجائے خیرہ خواہ بننے کی حکمت عملی اختیار کی۔ جس سے احیاء شریعت اور سنت کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دینے میں آسانی ہوئی اور اس کے مثبت نتائج حاصل ہوئے۔

حوالہ جات

[1] ندوی، سید ابوالحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص: 138۔

Nadvi, Syed Abu Al Hassan Ali, Mualana, Tareekh Dawat o Azeemat, Hisa Four, P. 138

[2] سرہندی، شیخ احمد، ردروافض، دارالمبلغین حضرت میاں شرقپوری، شیخوپورہ، ص:5۔

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Rad e rawafid, Dar ul mubalgheen Hazrat Mian Sharaqpuri, Sheikhupura, P.5

3 ۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص:138

Nadvi, Syed Abu Al Hassan Ali, Mualana, Tareekh Dawat o Azeemat, Hisa Four, P. 138

4 ۔ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 2009ء، ص: 222

Muhammad Akram, Sheikh, Rud e Kousar, Idara Saqafat e Islamia, Lahore, 2009, P.222

5 ۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت وعزیمت، ص:137

Nadvi, Syed Abu Al Hassan Ali, Mualana, Tareekh Dawat o Azeemat, P. 137

6 ۔ بدخشانی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، ص:132

Badakhshani, Muhammad Hashim, Zubda tul Maqamat, P. 132

7 ۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص:162

Nadvi, Syed Abu Al Hassan Ali, Mualana, Tareekh Dawat o Azeemat, Hisa Four, P.162

8 ۔ شرقپوری، جمیل احمد، ارشادات مجدد، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، س-ن، ص:29

Sharaqpuri, Jameel Ahmad, Irshadat Mujadad, Hamid and Company, Lahore, P. 29

9 ۔ جہانگیر، تزک جہانگیر، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1960، ج2، ص:119

Jahangeer, Tuzak Jahangeer, Majlis Taraqi Adab, Lahore, 1960، Jild 2, P. 119

10 ۔ زوار حسین، حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ص:678

Zawar Hussain, Syed, Hazrat Mujadad Alif, Idara Mujaddadia, Karachi, P. 678

11 ۔ زوار حسین، سید، حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ص:679

Zawar Hussain, Syed, Hazrat Mujadad Alif, Idara Mujaddadia, Karachi, P. 679

12 ۔ زوار حسین، سید، حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ص:681

Zawar Hussain, Syed, Hazrat Mujadad Alif, Idara Mujaddadia, Karachi, P. 681

13 ۔ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ص:231

Muhammad Akram, Sheikh, Rud e Kousar, Idara Saqafat e Islamia, Lahore, 2009, P.222

[14] ۔ ندوی، سید ابو الحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص:189

Nadvi, Syed Abu Al Hassan Ali, Mualana, Tareekh Dawat o Azeemat, Majlis Nashriat Islam, Karachi, P.189

[15] ۔ سرہندی، شیخ احمدؒ، اِثباتُ النبوۃ (مترجم) مفتی ظہور احمد، شیر ربانی پبلی کیشنز، لاہور، ص:8

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah (Translator) Mufti Zahoor Ahmad, Sher Rabbani Publications, Lahore, P.8

[16] ۔ سرہندی، شیخ احمدؒ، اِثباتُ النبوۃ (مترجم) مفتی ظہور احمد، شیر ربانی پبلی کیشنز، لاہور، ص:11

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah (Translator) Mufti Zahoor Ahmad, Sher Rabbani Publications, Lahore, P.11

[17] ۔ ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، فلسفۂ رسالت، فیروز سنز، لاہور، ص:9

Nasir, Naseer Ahmad, Doctor, Falasfa Risalat, Feroz Sanz, Lahore, P.9

[18] ۔ ابنِ منظور، لسان العرب، احیاء التراث العربی، بیروت، ج1، ص:172

Ibn e Manzoor, Lisan ul arab, Ahya ul Turas al arbi, Bairut, Jild 1, P. 172

[19] ۔ اصفہانی، راغب، حسین بن محمد، امام، مفردات القرآن، دارالمعرفہ، بیروت، ص:500

Asfehani, Raghib, Hussain bin Muhammad, Imam, Mufrid tul Quran, Dar ul Maarfa, Bairut, P.500

[20] ۔ ابن عربی، محمد عبداللہ، احکام القرآن، دار لکتب العلمیہ، بیروت، ج3، ص:535

Ibn e Arbi, Muhammad Abdullah, Ahkam ul Quran, Dar ul Kutab al ilmia, Bairut, Jild3, P. 535

[21] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اِثباتُ النبوۃ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ص:12

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Idara Mujadddia, Karachi, P.12

[22] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اِثباتُ النبوۃ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ص:12

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Idara Mujadddia, Karachi, P.12

[23] (6) 134 ۔ الانعام

Al-Inam - 6:134

[24] ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات، ادارہ اسلامیات، لاہور، مکتوب نمبر301، ج1، ص:690

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Maktubat, Idara Islamiyat, Lahore, Maktub No. 301, Jild 1, P.690

[25] ۔مالکی، عیاض، قاضی، کتاب الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ، فرید بک سٹال، لاہور، ج1، ص:349

Malki, Ayad, Qazi, Kitab ul shifa baytareef Haqooq Mustafa, Farid Book Satal, Lahore, Jild 1, P.349

[26] ۔ تفتازانی، مسعود بن عمر، شرح عقائد نسفی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص :157

Taftazani, Masood Bin Umar, Sharah Aqaid Nasfi, Qadeemi Kutab Khana, Karachi, P. 157

[27] ۔ قسطلانی، احمد بن محمد، امام، المواھب اللدنیہ، مترجم مولانا محمد صدیق، فرید بک سٹال، لاہور، ج2، ص: 252

Qastalani, Ahmad Bin Muhammad, Imam, Al-mahawab al Ladunia, Mitarjim Mualana Muhammad Siddique, Farid Book Satal, Lahore, Jild 2, P.252

[28] ۔ دہلوی، عبد الحق محدث، مدارج النبوۃ، مترجم مفتی غلام معین الدین، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ج1، ص:314

Dehlvi, Abdul Haq Mohadis, Madaraj u Nabuwah, Mutarjim Ghulam Moeen u din, Madina Publishing Company, Karachi, Jild 1, P. 314

[29] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، مترجم، ص: 16

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Mutarajim, P.16

[30] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، مترجم، ص:13

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Mutarajim, P.13

[31] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، مترجم، ص16

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Mutarajim, P.16

[32] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، مترجم، ص: 16

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Mutarajim, P.16

[33] ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات دفتر سوم، مکتوب 23، ادارہ اسلامیات، لاہور، ج2، ص:387

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Maktubat Daftar Soom, Maktubat 23, Idara Islamiyat, Lahore, Jild 2, P.387

[34] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، ص:25

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, P.25

[35] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، ص:37

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwa, P.37

[36] ۔ الطور (34)52

Al-Tur- 34: 52

[37] ۔ ھود(11)13

Hud - 11: 13

[38] ۔ البقرۃ(2)23

Al-Baqrah - 2 23

[39] سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، ص:47۔

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, P.47

[40] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، قدیمی کتب خانہ، کراچی، رقم الحدیث:2977۔

Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari, Qadeemi Kutab Khana, Karachi, Hadees . 2977

[41] ۔ فاطر(35)8

Fatir – 35 : 8

[42] ۔ الکہف(18)6

Al-Kahaf – 18 : 6

[43] ۔ بنی اسرائیل(17)29

Bani Israil -17 : 29

[44] ۔ المائدہ(5)67

Al-Maida – 5 : 67

[45] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثباۃ النبوۃ، ص:56-59

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Mutarajim, P-56-59

[46] ۔ سرہندی، شیخ احمد، اثباۃ النبوۃ، ص:45

Sarhandi, Sheikh Ahmad, Isbat ul Nabuwah, Mutarajim, P.45